إنما أنا قاسم والله يعطي

الحمد للہ کہ رسالہ مفیدہ عجیبہ در تحقیق و اثبات معنی ختم نبوت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تحذیر الناس

از افاضات مبارکہ

حجۃ الاسلام حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا
محمد قاسم صاحب قدس سرہ العزیز بانی دار العلوم دیوبند

مع توضیح المطالب

بعد نظر ثانی و تصحیح اغلاط وغیرہ

(مولوی) محمد اسحاق مالک کتبخانہ رحیمیہ دیوبند نے
اپنے

کتبخانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

الجواب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اسمیں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں؛ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اسلئے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعوے کرکے خلائق کو گمراہ کرینگے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب تھا

۱؎ یعنی آیۂ کریمہ میں جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲ ۲؎ یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقط اس معنے خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب سے آخری ہیں یعنی یہ عوام کا خیال ہے جسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کماحقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے ۱۲ ۳؎ عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تاخر زمانی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیلئے بالذات کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی ہے حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کاملہ کیلئے ہے۔ لہذا خاتم النبیین کے ایسے معنے لیجیے جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ثابت ہو ۱۲

جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے
کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور
منظور ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے جس
سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
دوبالا ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات
پر ختم ہو جاتا ہے .... جیسے موصوف بالعرض کا وصف
موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا
اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں
ہوتا مثال درکار ہے تو لیجئے زمین و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب
کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی ہاں ہم یہ وصف اگر
آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو وہی موصوف بالذات ہوگا اور اسکا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے
مکتسب اور کسی اور کا فیض نہ ہوگا۔ الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے
سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی
ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنے بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود کبھی
معدوم کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال رہتے ہیں اگر یہ امور مذکور ممکنات کے حق میں ذاتی
ہوتے تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا علی الدوام وجود اور کمالات وجود ذات ممکنات کو لازم
ملازم رہتے۔ سو اسی طور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمائیے یعنی آپ
موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض
اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ
نبوت مختتم ہو جاتا ہے غرض آپ جیسے نبی الامۃ ہیں ویسے ہی نبی الانبیاء بھی ہیں اور
یہی وجہ ہوئی کہ بشہادت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ
وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ
الخ اور انبیاء کرام علیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کے اقتداء اور اتباع
کا عہد لیا گیا۔ ادھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ بھی زندہ ہوتے تو میرا ہی اتباع کرتے
علاوہ بریں بعد نزول حضرت عیسیٰ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر مبنی ہے۔ ادھر

اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا گو الفاظ مذکور بسند متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں جیسا اسکا منکر کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا اب دیکھئے کہ اس صورت میں عطف بین الجملتین اور استدراک اور استثناء مذکور بھی بغایت درجہ چسپاں نظر آ رہی، اور خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے، اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی علاوہ بریں اس صورت میں جیسے قرأت خاتم بکسر التاء چسپاں ہے ایسے ہی قرأت خاتم بفتح التاء بھی نہایت درجے کو بے تکلف موزوں ہو جاتی ہے کیونکہ جیسے خاتم بفتح التاء کا اثر اور نقش مختوم علیہ میں ہوتا ہے ایسے ہی موصوف بالذات کا اثر موصوف بالعرض میں ہوتا ہے حاصل مطلب آیۂ کریمہ اس صورت میں یہ ہوگا کہ ابوۃ معروفہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی مرد کی نسبت حاصل نہیں پر ابوۃ معنوی امتیوں کی نسبت بھی حاصل ہے اور انبیاء کی نسبت بھی حاصل ہے انبیاء کی نسبت تو فقط خاتم النبیین شاہد ہے کیونکہ اوصاف معروض و موصوف بالعرض موصوف بالذات کے فرع ہوتے ہیں موصوف بالذات اوصاف عرضیہ کی اصل ہوتا ہے، اور وہ اسکی نسل یعنی ظاہر ہے کہ والد کو والد اور اولاد کو اولاد اسی لحاظ سے کہتے ہیں کہ یہ اس سے پیدا ہوتے ہیں وہ فاعل ہوتا ہے، چنانچہ والد کا اسم فاعل ہونا اسپر شاہد ہے اور یہ مفعول ہوتے ہیں، چنانچہ اولاد کو مولود کہنا اسکی دلیل ہے، سو جب ذات بابرکات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم موصوف بالذات بالنبوۃ ہوئی اور انبیاء باقی موصوف بالعرض تو یہ بات اب ثابت ہو گئی کہ آپ والد معنوی ہیں اور انبیاء باقی آپ کے حق میں بمنزلہ اولاد معنوی اور امتیوں کی نسبت لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں غور کیجئے تو یہ بات واضح ہے، بآیت النبی اولیٰ بالمؤمنین لانیکی ضرورت ہی، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صغریٰ بنائیے اور النبی اولیٰ بالمؤمنین کو کبریٰ دیکھئے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں صورت اسکی یہ ہے کہ النبی اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم کو بعد لحاظ صلہ من انفسہم دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کیساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ انکی جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنے اقرب ہے، اور اگر بمعنے احب یا اولیٰ بالتصرف ہو جب بھی یہی بات لازم آئیگی کیونکہ احبیت اور اولویت بالتصرف کیلئے اقربیت

انکار میں تو تکذیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی کھٹکا تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات
زمینوں کے سوا اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کر لیں تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے
زیادہ اس اقرار میں کچھ دقت نہ ہوگی نہ کسی آیت کا تعارض نہ کسی حدیث سے معارضہ، رہا اثر
معلوم ہیں سات سے زیادہ کی نفی نہیں، سو جب انکار اثر مذکور میں باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت تھی
تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں، علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور
میں عظمت نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اسکا ایک شخص
حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اسکے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جائے اور اسمیں
بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو یا سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اسکے حاکم کی حکومت یا اسکی
فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کے حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائے گی اور اگر
درصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں
تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانی سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے، ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا
اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود
بالخلق میں سے مماثل نبوی صلے اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد
خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی
اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق
نہ آئیگا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا
جائے، بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت ثابت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں
کہا جائے کہ یہ اثر شاذ بمعنے مخالف روایۃ ثقات ہے بعد اسکے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب تصحیح
منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے، کیونکہ اول تو امام
بیہقی کا اس کی نسبت صحیح کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں
دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تو یہی تھی اگر اور کوئی آیت یا
حدیث ایسی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا
تو کہہ سکتے تھے کہ وجہ شذوذ یہ ہے مگر آجتک کسی نے ایسی آیت و حدیث سنی نہ مدعیوں نے پیش کی
علی ہذا القیاس مضمون علت قادحہ کو خیال فرمائیے آجتک سوائے مخالفت مضمون مذکورہ